کیا سیدہ فاطمہ کا گھر جلایا گیا؟

محمد فاروق علوی

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر کی بے احترامی سے متعلق اہل سنت کی کتابوں سے چند روایات کو ہم یہاں پر بیان کرتے ہیں تاکہ یہ بات روشن ہوجائے کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر کی بے حرمتی اور اس کے بعد رونما ہونے والے واقعات تاریخی اور حقیقی ہیں، نہ کہ ایک افسانہ! اور دوسری بات یہ کہ خلفاء کے زمانے میں اہل بیت علیہم السلام کے فضایل و مناقب لکھنے سے سخت منع کیا جاتا تھا لیکن اس بناء پر کہ "ہر چیز کی حقیقت خود اس چیز کی حفاظت کرتی ہے" یہ حقیقت بھی تاریخی اور حدیث کی کتابوں میں زندہ اور محفوظ ہے، ہم یہاں پر دلائل کو زمانے کی ترتیب کے ساتھ پہلی صدی سے شروع کریں گے اور عصر حاضر کے مؤلفین تک پہونچائیں گے۔

(1) مشہور اہل سنت محدث، ابن ابی شیبہ:

ابوبکر بن ابی شیبہ (۱۵۹-۲۳۵) کتاب المصنف کے مؤلف صحیح سند سے اس طرح نقل کرتے ہیں:

انه حین بویع لابی بکر بعد رسول الله (صلی الله علیه و آله وسلم) کان علی و الزبیر یدخلان علی فاطمة بنت رسول الله، فیشاورونها و یرتجعون فی امرهم۔ فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج و دخل علی فاطمة، فقال: یا بنت رسول الله (صلی الله علیه و آله) و الله ما احد احب الینا من ابیک و ما

من احد احب الینا بعد ابیک منک، و ایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ھؤلاء النفر عندک ان امرتھم ان یحرق علیھم البیت"۔

جس وقت لوگ ابوبکر کی بیعت کر رہے تھے، علی اور زبیر حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں گفتگو اور مشورہ کر رہے تھے اور یہ بات عمر بن خطاب کو معلوم ہوگئی۔ وہ حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور کہا: اے رسول کی بیٹی، سب سے محبوب انسان ہمارے نزدیک تمہارے والد گرامی تھے اور ان کے بعد اب تم سب سے زیادہ محترم ہو لیکن خدا کی قسم یہ محبت اس بات کے لئے مانع یا رکاوٹ نہیں بن سکتی کہ یہ لوگ تمہارے گھر میں جمع ہوں اور میں اس گھر کو ان لوگوں کے ساتھ جلانے کا حکم نہ دوں۔ اس جملہ کو کہہ کر باہر چلے گئے جب علی اور زبیر گھر میں واپس آئے تو حضرت فاطمہ زہرا نے علی اور زبیر سے کہا: عمر یہاں آئے تھے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم دوبارہ اس گھر میں جمع ہوئے تو تمہارے گھر کو ان لوگوں کے ساتھ آگ لگا دوں گا، خدا کی قسم ! اس نے جو قسم کھائی ہے وہ اس کو انجام دے کر رہے گا۔

(2) بزرگ محدث، اور مشہور مؤرخ علامہ بلاذری :

مشہور مولف اور تاریخ نگار، احمد بن یحیی بن جابر بلاذری (م ۲۷۰) اس تاریخی واقعہ کو اپنی کتاب انساب الاشراف میں اس طرح نقل کرتے ہیں:

"ان ابابکر ارسل الی علی یرید البیعة فلم یبایع، فجاء عمر و معه فتیلة! فلقیته فاطمة علی الباب فقالت فاطمه: یابن الخطاب، اتراک محرقا علی بابی؟ قال: نعم، و ذلک اقوی فیما جاء به ابوک..."۔

ابوبکر نے علی کو بیعت کیلئے بلوایا، لیکن علی نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد عمر، مشعل لے کر وہاں سے نکلے اور حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازے کے سامنے حضرت فاطمہ کے سامنے کھڑے ہوگئے، حضرت فاطمہ نے کہا: اے خطاب کے بیٹے، کیا تم ہمارے گھر میں

آگ لگا دو گے؟! عمر نے کہا: ہاں، یہ کام اس چیز کی مدد کرے گا جس کے لئے تمہارے والد مبعوث ہوئے تھے!۔

(3) ابن قتیبہ:

مشہور مورخ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری (۲۱۲۔۲۷۶) تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ لکھنے والا انسان اور کتاب تاویل مختلف الحدیث اور ادب الکاتب وغیرہ کا مؤلف ہے وہ "الامامۃ والسیاسۃ" میں اس طرح لکھتے ہیں:

ان ابابکر(رض)تفقد قوما تخلفوا عن بيعته عند على كرم الله وجهه فبعث اليهم عمر فجاء فناداہم و هم فى دار على، فابوا ان يخرجوا فدعا بالحطب و قال: والذى نفس عمر بيده لتخرجن او لاحرقنها على من فيها، فقيل له: يا ابا حفص ان فيها فاطمة فقال، وان! ۔

ابوبکر نے ان لوگوں کی جستجو کی جو ان کی بیعت کے منکر ہو کر علی کے گھر میں جمع ہو گئے تھے اور پھر عمر کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا، وہ علی کے گھر کے دروازہ پر آئے اور سب کو آواز لگائی کہ باہر آجاؤ، اور وہ لوگ گھر سے باہر نہیں نکلے، اس وقت عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا: خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر باہر نہیں آؤ گے تو میں گھر کو آگ لگا دوں گا۔ کسی نے عمر سے کہا: اے ابو حفص (عمر کی کنیت) اس گھر میں پیغمبر(ص) کی بیٹی فاطمہ ہیں، عمر نے کہا: کوئی بات نہیں۔

ابن قتیبہ نے اس واقعہ کو بہت دردناک بیان کیا ہے وہ کہتا ہے:

ثم قام عمرفمشى معه جماعة حتى اتوا فاطمة فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم نادت يا على صوتها يا ابتاه يا رسول الله ماذا لقينا بعدک من ابن الخطاب و ابن ابى القحافة فلما سمع القوم صوتها و بكائها انصرفوا و بقى

عمر و معه قوم فاخرجوا عليا فمضوا به الى ابى بكر فقالوا له بايع، فقال: ان انا لم افعل فمه؟ فقالوا: اذا والله الذى لا اله الا هو نضرب عنقک....

عمر ایک گروہ کے ساتھ حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، جس وقت حضرت فاطمہ نے ان کی آواز سنی تو بلند آواز سے کہا: اے رسول خدا تمہارے بعد، خطاب اور ابو قحافہ کے بیٹے نے کیا کیا مصیبتیں ہمارے اوپر ڈالی ہیں، جو لوگ عمر کے ساتھ آئے تھے انہوں نے جب حضرت فاطمہ کی آواز اور ان کے رونے کی آواز کو سنا تو واپس چلے گئے، لیکن عمر کچھ لوگوں کے ساتھ وہیں کھڑے رہے اور پھر وہ علی کو گھر سے باہر لے آئے اور ابوبکر کے پاس لے گئے اور ان سے کہا: بیعت کرو، علی نے کہا: اگر بیعت نہ کروں تو کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، تمہیں قتل کردیں گے....۔

تاریخ کا یہ حصہ چونکہ چاہنے والوں کے لئے بہت سخت اور ناگوار ہے، لہذا بہت سے لوگوں نے ابن قتیبہ کی اس کتاب سے ہی انکار کردیا جبکہ ابن ابی الحدید، فن تاریخ کا استاد، اس کتاب کو ابن قتیبہ ہی کی بتاتا ہے اور ہمیشہ اس سے حوالے نقل کرتا ہے، افسوس اس کتاب میں بہت زیادہ تحریف ہوچکی ہے اور اس کے بہت سے مطالب کو چھاپتے وقت حذف کردئیے ہیں جب کہ وہ سب مطالب، ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ میں موجود ہیں۔

زرکلی نے بھی اپنی کتاب الاعلام میں اس کتاب کو ابن قتیبہ ہی کی کتابوں میں سے شمار کیا ہے اور مزید کہتا ہے کہ اس کتاب کے متعلق بہت سے علماء کا خاص نظریہ ہے یعنی وہ دوسروں کی طرف شک و تردید کی نسبت دیتا ہے اپنی طرف نہیں، الیاس سرکیش نے بھی اس کتاب کو ابن قتیبہ ہی کے ایک کتاب جانا ہے۔

(4) طبری اور اس کی تاریخ

مشہور مورخ محمد بن جریر طبری (م۳۱۰) اپنی کتاب میں آپ کے گھر کی بے احترامی کے متعلق اس طرح بیان کرتے ہیں:

اتی عمر بن الخطاب منزل علی و فیه طلحة والزبیر و رجال من المهاجرین، فقال والله لاحرقن علیکم او لتجرجن الی البیعة، فخرج علیه الزبیر مصلتا بالسیف فعثر فسقط السف من یده، فوثبوا علیه فاخذوه ۔

عمر بن خطاب، علی کے گھر آئے جبکہ طلحہ، زبیر اور کچھ مہاجرین وہاں پر جمع تھے، اس نے ان کی طرف منہ کر کے کہا: خدا کی قسم اگر بیعت کیلئے باہر نہیں آؤ گے تو اس گھر میں آگ لگا دوں گا، زبیر تلوار کھینچ کر باہر نکلے، اچانک ان کو ٹھوکر لگ گئی اور تلوار ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی پھر تو دوسرے لوگوں نے ان کے اوپر حملہ کردیا اور ان کو پکڑ لیا۔

تاریخ کے اس حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کی بیعت رعب و وحشت اور دھمکی دے کر لی جاتی تھی، لیکن اس بیعت کا کیا فائدہ ہے اس کا فیصلہ خود قارئین محترم کے اوپر ہے۔

(5) ابن عبد ربہ:

شہاب الدین احمد معروف بہ ابن عبد ربہ اندلسی، کتاب "العقد الفرید" (م۴۶۳) کے مولف نے اپنی کتاب میں سقیفہ کی تاریخ سے متعلق وضاحت کی ہے اور جن لوگوں نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھی اس عنوان کے تحت لکھتا ہے:

فاما علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمة حتی بعث الیهم ابوبکر، عمر بن الخطاب لیخرجهم من بیت فاطمة وقال له: ان ابوا فقاتلهم، فاقبل

يقيس من ناز ان يضرم عليهم الدار، فلقيته فاطمة فقال: يا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا؟! قال: نعم، او تدخلوا فيما دخلت فيه الامة۔

علی، عباس اور زبیر حضرت فاطمہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو بکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا تاکہ ان کو حضرت فاطمہ کے گھر سے باہر نکالے اور اس سے کہا: کہ اگر باہر نہ آئیں تو ان سے جنگ کرو! عمر بن خطاب تھوڑی سی لکڑیاں لے کر حضرت فاطمہ کے گھر کی طرف چلے تاکہ گھر کو آگ لگائیں اچانک حضرت فاطمہ سے سامنا ہوا، پیغمبر اکرم (ص) کی بیٹی نے کہا: اے خطاب کے بیٹے کیا ہمارے گھر کو آگ لگانے آئے ہو؟ عمر نے جواب دیا: ہاں، مگر یہ کہ جس چیز کو امت نے قبول کرلیا ہے تم بھی اس کو قبول کر لو!

یہاں تک اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بے حرمتی کا ارادہ کیا گیا تھا ۔ اب ہم یہ بحث کرتے ہیں جس میں بیان کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنے اس برے ارادہ کو عملی جامہ بھی پہنا یا ہے تاکہ یہ تصور نہ کیا جائے کہ اس سے مراد ڈرانا اور دھمکانا تھا تاکہ علی اور ان کے ساتھیوں کو بیعت کیلئے مجبور کریں اور ایسی دھمکی کو عملی جامہ نہیں پہنانا چاہتے تھے۔

(6) ابو عبید:

ابو عبید، قاسم بن سلام (م۲۲۴) کتاب الاموال جس پر اہل سنت فقہاء اعتماد کرتے ہیں، میں لکھتے ہیں کہ: عبد الرحمن بن عوف کہتے ہیں: جب ابو بکر بیمار تھے تو میں ان کی عیادت کیلئے گیا انہوں نے بہت سی باتیں کرنے کے بعد کہا: اے کاش کہ تین کام جو میں نے اپنی زندگی میں انجام دیئے ان کو انجام نہ دیتا اور تین کام جو انجام نہیں دیئے ان کو انجام دیتا اسی طرح آرزو کرتا ہوں کہ پیغمبر اکرم سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کرتا جن میں سے ایک کو میں انجام دے چکا ہوں اور آرزو کرتا ہوں کہ اے کاش اسے انجام نہ دیا ہوتا "**وددت انی لم اکشف**

بيت فاطمة و تركته و ان اغلق على الحرب "۔ اے کاش حضرت فاطمہ کے گھر کی بے حرمتی نہ کرتا اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا اگر چہ وہ جنگ ہی کیلئے بند کیا گیا تھا۔

ابو عبیدہ جب اس جگہ پہنچتے ہیں تو "**لم يكشف بيت فاطمة و تركته**" کے جملہ کی جگہ کو "**كذا و كذا**" لکھ کر کہتے ہیں کہ میں ان کو بیان نہیں کرنا چاہتا۔

ابو عبید نے اگرچہ مذہبی تعصب یا کسی اور وجہ سے حقیقت کو نقل نہیں کیا ہے لیکن کتاب الاموال کے محققین نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے: جس جملہ کو حذف کردیا گیا ہے وہ کتاب میزان الاعتدال میں بیان ہوا ہے اس کے علاوہ طبرانی نے اپنی معجم میں اور ابن عبد ربہ نے عقد الفرید اور دوسرے افراد نے اس جملہ کو بیان کیا ہے :

(7) مشہور محدث امام طبرانی :

ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی (۲۶۰۔۳۶۰) جن کو ذہبی اپنی کتاب میزان الاعتدال میں معتبر سمجھتے ہیں کتاب المعجم الکبیر میں جو کہ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے ابوبکر، ان کے خطبہ اور ان کی وفات کے متعلق لکھتے ہیں:

ابوبکر نے مرتے وقت کچھ چیزوں کی تمنا کی اور کہا: اے کاش تین کاموں کو انجام نہ دیتا، تین کاموں کو انجام دیتا اورتین کاموں کے متعلق پیغمبر اکرم سے سوال کرتا: "**اما الثلاث اللائی وددت انی لم افعلهن، فوددت انی لم اكن اكشف بيت فاطمة و تركته، ...**

وہ تین کام جن کی میں آرزو کرتا ہوں کہ اے کاش انجام نہ دیئے ہوتے ان میں سے ایک حضرت فاطمہ کے گھر کی بے حرمتی ہے، اے کاش میں ان کے گھر کی بے حرمتی نہ کرتا اور اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتا۔

ان تعبیروں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ عمر کی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا گیا اور گھر کو زبردستی (یا آگ لگانے کے ذریعہ) کھولا گیا۔

(8) ابن عبد ربہ ۔ ایک بار پھر جائزہ:

ابن عبد ربہ اندلسی، کتاب العقد الفرید(م ۴۶۳) کا مؤلف اپنی کتاب میں عبدالرحمن بن عوف سے نقل کرتا ہے:

جب ابوبکر بیمار تھے تو میں ان کی عیادت کیلئے گیا انہوں نے کہا: اے کاش کہ تین کام جو میں نے اپنی زندگی میں انجام دیئے، ان کو انجام نہ دیتا ان تین کاموں میں سے ایک کام یہ ہے ”وددت انی لم اکشف بیت فاطمة عن شئ وان کانوا اغلقوہ علی الحرب“۔ اے کاش حضرت فاطمہ کے گھر کی بے حرمتی نہ کرتا اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا اگرچہ انہوں نے جنگ کرنے ہی کے لئے اس دروازہ کو کیوں نہ بند کر رکھا ہو۔

آئندہ کی بحثوں میں بھی ان لوگوں کے نام اور ان شخصیتوں کی عبارات کو بیان کیا جائے گا جنہوں نے خلیفہ کی اس بات کو نقل کیا ہے

(9) کتاب ”الوافی بالوفیات“ میں نظام کی گفتگو:

ابراہیم بن سیار نظام معتزلی (۱۶۰۔ ۲۳۱) جو نظم و نثر میں اپنے کلام کے حسن کی وجہ سے نظام کے نام سے مشہور ہے اس نے اپنی مختلف کتابوں میں حضرت فاطمہ کے گھر پر حاضر ہونے کے بعد والے واقعہ کو نقل کیا ہے وہ کہتا ہے:

ان عمرضرب بطن فاطمة یوم البیعة حتی القت المحسن من بطنها۔

عمر نے جس روز ابوبکر کی بیعت لی اس روز حضرت فاطمہ کے شکم مبارک پر ایک ضرب ماری، ان کے شکم میں جو بچہ تھا جس کا نام محسن تھا وہ ساقط ہوگیا!۔

(۱۰) مبرد اور کتاب "کامل"

ابن ابی الحدید نے لکھا ہے: محمد بن یزید بن عبدالاکبر بغدادی (۲۱۰۔ ۲۸۵) مشہور ادیب اور لکھنے والا، مشہور کتابوں کا مالک، اپنی کتاب الکامل میں عبدالرحمن بن عوف سے خلیفہ کی آرزووں کی داستان کو نقل کرتے ہوئے اس طرح یاد دہانی کراتے ہیں:

وددت انی لم اکن کشفت عن بیت فاطمة و ترکته و لو اغلق علی الحرب۔

(۱۱) مسعودی اور "مروج الذہب"

مسعودی (متوفی ۳۲۵) اپنی کتاب مروج الذہب میں لکھتا ہے: جس وقت ابوبکر احتضار کی حالت میں تھے انہوں نے یہ کہا:

اے کاش تین کام جو میں نے اپنی زندگی میں انجام دیئے ان کو انجام نہ دیتا ان میں سے ایک کام یہ ہے "فوددت انی لم اکن فتشت فاطمة و ذکر فی ذلک کلاما کثیرا"۔ اے کاش حضرت فاطمہ کے گھر کی بے حرمتی نہ کرتا اس نے اس سلسلہ میں اور بہت سی باتیں بیان کی ہیں۔

مسعودی اگرچہ اہل بیت سے محبت رکھتا ہے لیکن یہاں پر اس نے خلیفہ کی باتوں کو بیان نہیں کیا ہے اور کنایہ کے ساتھ آگے بڑھ گیا ہے البتہ سبب کو خدا جانتا ہے لیکن اس کے بندے بھی اجمالی طور سے جانتے ہیں۔

(12) عبدالفتاح عبدالمقصود اور کتاب "امام علی"

اس نے حضرت فاطمہ کے گھر پر حملہ سے متعلق اپنی کتاب میں دو جگہ بیان کیا ہے اور ہم اس میں سے ایک کو نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں:

عمر نے کہا: **والذی نفس عمر بیده، لیخرجن او لاحرقنها علی من فیهـ...! قالت له طائفة خافت الله و رعت الرسول فی عقبه: یا اباحفص، ان فیها فاطمة...! فصاح: لایبالی و ان...! و اقترب و قرع الباب، ثم ضربه و اقتحمه... و بداله علی... و رن حینذیک صوت الزهراء عند مدخل الدار... فانی هی الا طنین استغاثة۔**

اس کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے یا تو گھر سے باہر نکل جاؤ یا پھر اس گھر کے رہنے والوں سمیت اس میں آگ لگا دوں گا۔

کچھ لوگ جو خدا سے ڈرتے تھے اور پیغمبر(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی وفات کے بعد آپ کا احترام کرتے تھے انہوں نے کہا: اے أبو حفص ، اس گھر میں فاطمہ بھی ہیں، اس نے بغیر کسی کی پروا کئے ہوئے پکارا: ہے تو ہوا کرے! اس کے بعد دروازے کو کھٹکھٹایا اور پھر گھر میں داخل ہوگیا، علی علیہ السلام ظاہر ہوگئے... حضرت زہرا کی آواز گھر میں گونجی... یہ ان کے نالہ و شیون کی آواز تھی!

(13) مقاتل بن عطیہ کتاب "الامامة والخلافة":

ہم اس گفتگو کو مقاتل کی روایت پر ختم کرتے ہیں، گوکہ بہت کچھ کہنا باقی ہے۔اس کتاب میں اس طرح لکھتے ہیں: **ان ابا بکر بعد ما اخذ البیعة لنفسه من الناس بالارهاب**

والسیف والقوۃ ارسل عمر و قنفذ و جماعة الی دار علی و فاطمة (علیهما السلام) و جمع عمر الحطب علی دار فاطمة و احرق باب الدار...

جس وقت ابوبکر لوگوں سے رعب و وحشت اور تلوار کے زور پر بیعت لے رہے تھے، عمر، قنفذ اور ایک گروہ کو علی و فاطمہ کے گھر کی طرف بھیجا، عمر نے لکڑیاں جمع کر کے گھر میں آگ لگا دی۔

اس روایت کے ذیل میں اور بھی بہت سی تعبیریں ہیں جن کو بیان کرنے سے قلم عاجز ہے۔

نتیجہ:

ان سب واضح دلیلوں کے باوجود جو اہل سنت کتابوں سے نقل ہوئی ہیں پھر بھی بہت سے لوگ اس واقعہ کو "افسانہ شہادت" کے نام سے کہتے ہیں اور اس تلخ و ناگوار حادثہ کو جعلی بتاتے ہیں۔ اس مضموں کا مقصد ایسے سوئے ہوئے افراد کو حقائق کے ذریعہ بیدار کرنا ہے تاکہ تاریخی حقیقت کو تعصبات کے اندر نہ چھپایا جاسکے اور ماضی کی اس حقیقت کا انکار نہ کیا جاسکے۔

مذکورہ حوالہ جات میں سے ایک بھی شیعہ نہیں بلکہ سب کے سب اہلسنت اکابرین، محدثین و مؤرخین ہیں ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ سب اہل سنت اکابرین جھوٹ لکھتے آرہے ہیں ؟ اگر واقعی حضرت فاطمہ کے گھر کو آگ لگانے کا واقعہ محض افسانہ یا جھوٹی کہانی ہے تو پھر الزام شیعہ پر لگانے کے بجائے اہل سنت محدثین و مؤرخین پر لگانا چاہیے ۔ بہر حال یہ سب ہمارے سُنّی گھر کی گواہی ہے، اگر گھر کی گواہی ہی جھوٹی اور ناقابل قبول ہے تو پھر اس جھوٹے گھر کو ہی گرادیجیے ۔